اللّٰہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نور السمٰوٰت والارض مثل نورہٖ کمشکوٰۃ فیہا

مصباح

زنانہ اخبار مہینے میں دوبار

۱۵ اپریل ۱۹۳۱ء — ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۴۹ھ

چندہ سالانہ ۲ روپے ۸ر

نمبر ۹ — جلد ۵

ایڈیٹر
قاضی محمد ظہور الدین اکمل

قادیان دارالامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون نگار
گیا عید کے دن بھی نہ ملو گے	۳–۵	محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ
اچھی صحت کیمیا ہے	۵–۶	امۃ الرحمٰن صاحبہ مراہوالی
میرے بچے	[illegible]	خامد
حفظ صحت اطفال	۸–۱۰	
عقل مند لڑکی	۱۰–۱۱	
مقوی دماغ حلوا و پلاؤ	۱۱–۱۲	
نادان دوست		قانتہ بیگم صاحبہ پشاور
عدل	۱۲–۱۳	
دہلی کی مسلمان ملکہ	۱۳–۱۵	
سیدہ مبارکہ	۱۵–۱۸	سیدہ فضیلت ۔ سیالکوٹ
رپورٹ لجنہ و متفرق	۱۸–۱۹	

KHILAFAT LIBRARY

عید کے دن ابّا جان کی یاد

دنیا پہ پھر مسلط ہر سُو مسرّتیں ہیں! — باہم گلے ملے سب اور دُور فرقتیں ہیں
دلکش ہیں سب مناظر، حاصل وہ نزہتیں ہیں — بس دیکھتے ہی جس کو کافور کلفتیں ہیں

چھوٹے بڑے خوشی سے دوچار ہو رہے ہیں — رنج و الم کے نشتر بیکار ہو رہے ہیں
عیش و طرب کے نغمے بیدار ہو رہے ہیں — خوش کامیوں کے جلوے ہشیار ہو رہے ہیں

پر آہ! میری جاں پر سنگیں ہے یہ نظارہ — بیتاب دل سے پیہم اُٹھتا ہے اک شرارا
وہ میرے عیش کا ہے یارب کہاں سہارا — بے وقت ہی فلک نے مجھ کو پٹک کے مارا

گذری ہوئی وہ عیدیں ہر دم ہیں یاد آتیں — سائے میں جب پدر کے تھیں یہ فضائیں آتیں
فرطِ سرور سے ہم پھولی نہ تھیں سماتیں — گن گن کے عیدیاں پھر ابّا سے جا کے لاتیں

وہ عیش کا زمانہ کافور ہو گیا اب — مسرور قلب تھا جو، رنجور ہو گیا اب
اس غم نصیب دل میں ناسور ہو گیا اب — یہ نالۂ و فغاں پر مجبور ہو گیا اب

خوشیاں یہ عید کی اب کیا دل کو اپنے بھائیں — فرقت میں اب پدر کی کیا عید ہم منائیں
اس بے پناہ الم کو کس طور سے نبھائیں — بتلاؤ عید کے دن اب کس کے پاس جائیں

مرقد میں پیارے ابّا آرام کر رہے ہیں — فرقت میں ان کی ہم یاں جی سے گذر رہے ہیں
سُن کر کہ عید آئی چھالے اُبھر رہے ہیں — اُف آہ رنج و فرقت بے چین کر رہے ہیں

تقدیر میں یونہی تھا اچھا اے پیارے ابّا — شاداں رہو ہمیشہ جنّت میں پیارے ابّا
پا کر کے مر رہے ہو تم کامیاب عقبیٰ! — حق ہم کو صبر بخشے اسکے سوا کہیں کیا؟

یہ التجا ہے تجھ سے اب اے رحیم و رحماں — ابّا کو میرے رکھیو جنّت میں شاد و خنداں
تربت پہ انکی ہووے رحمت تری فراواں — نوری چراغ سے ہاں مرقد رہے فروزاں

اپنے مقربوں میں مولیٰ انہیں جگہ دے
مغموم کی دُعا کو عالی جناب سُن لے

اس حسب حال نظم کے لئے محترمہ شمیم صاحبہ مانڈلے کی شکرگذار ہوں +

پیارے ابّا سے بچھڑی ہوئی غمزدہ رنجور حمیدہ بانو بیگم احمدی بنت
ڈاکٹر محمد علی خاں صاحب مرحوم احمدی۔ ممباسہ ایسٹ افریقہ حال وارد قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مصباح

قادیان دارالامان - مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۳۱ء

KHILAFAT LIBRARY

کیا عید کے دن بھی نہ ملو گے؟

آہ - آج عید کا دن ہے - سب لوگ خوشیاں منا رہے ہیں۔ چھوٹے بڑے اس خوشی میں جھوم رہے ہیں - سب جگہ خوشی کا عالم ہے - ہر ایک کے چہرے پر مسرت طاری ہے - سب شادان و فرحان ہیں - ہر طرف چہل پہل نظر آرہی ہے - ہاں ایک مَیں ہوں - کہ تصویر حزن و ملال ہوں - کیوں؟ اس کا سبب میرا دل مجروح ہی جانتا ہے ۔

آدھی رات کا وقت ہے - فطرت محوِ استراحت ہے - عالم پر سکون مطلق طاری ہے - ملکۂ شب نے خاموشی کا حکم دے رکھا ہے - ہر طرف سناٹا ہے - لوگ محوِ خواب ہیں - ایک مَیں ہوں - کہ اسوقت بھی مجھے چین نہیں - اختر شماری کر رہی ہوں - اور بستر پر لیٹے لیٹے پہلو بدل رہی ہوں - کسی کروٹ آرام نہیں - کسی طرح چین نہیں - پریشان ہوں - مضطرب ہوں - بے چین ہوں - بے قرار ہوں - آہ جسکی پیاری چیز چھینی گئی ہو - اسے آرام کہاں - چین کہاں - تسلی کہاں - راحت کہاں - آہ - جس سے ایک پیارا چہرہ اوجھل ہو گیا ہو - اسکو خوشی کہاں - سرور کہاں - غرضیکہ رات گذری صبح ہونے لگی - جابجا گھنٹے بجے - چڑیاں چہچہائیں - مؤذن نے اذانیں دیں - اور تمام جانوروں نے مل کر ایک ایسا شور بپا کر دیا - کہ نیچر کی رفتار میں بھی تیزی پیدا ہو گئی - الغرض قدرت نے اپنی پوری بہار کا نمونہ آشکار کر دیا اور خواب غفلت کے مزے اُٹھانے والوں کی بھی آنکھیں کھل گئیں - اور عید کی تیاریاں شروع کر دیں ۔

بہار کا موسم ہے - دلکش بہار - دلفریب بہار - اس پر ننھی ننھی پھوار - ہر طرف سرسبزی و شادابی ہے - پھول کھلے ہوئے ہیں - سبزہ لہرا رہا ہے - اس طرح معلوم ہوتا ہے - کہ قدرت کی کائنات بھی عید کی خوشی اور سجاوٹ میں مصروف ہے -

لوگوں نے عیدگاہ کی تیاریاں کیں - لوگ جوق در جوق عیدگاہ کی طرف جاتے نظر آنے لگے - کہیں بچے عید کے کپڑے پہنے رنگ رلیاں منا رہے ہیں - کہیں بی بیاں رنگ برنگ لباس اور زیور سے اپنے آپکو آراستہ کر کے عیدگاہ کی طرف جاتی نظر آرہی ہیں - کہیں مردوں نے کپڑے بدل بدلا کر عیدگاہ کی راہ لی ہے ۔

جب کبھی کوئی بچہ اپنے باپ کے ساتھ جاتا دکھائی دیتا ہے - اور اس کا باپ محبت بھری نگاہوں سے اسکی طرف دیکھ کر محبت بھرا دست شفقت اسکے سر پر پھیرتا ہے -

تو خدا جانے میرا دل کیوں مسوس کر رہ جاتا ہے - اور کلیجہ پھٹ جاتا ہے - دل درد کرنے لگتا ہے - ایک خاص چبھن اپنے دل میں محسوس ہوتی ہے - اور کسی کے خیال میں ڈوبی ہوئی ہر نظارہ نظروں سے گذار رہی ہوں - اور کسی کے انتظار اور ملنے کی خواہش میں تڑپ رہی ہوں - کہ یکلخت مجھ پر بجلی سی گری - میرے دل کو دھکا سا لگا - اور میں اسے پکڑ کر رہ گئی - ایک دُکھے ہوئے دل سے آہستہ جیسی صدا نکلی - جو بمشکل میرے کانوں تک بھی نہ پہنچ سکی - کہ تم کس خیال میں غرق ہو - جسکے لئے تم تڑپ رہی ہو - اور ملنے کی خواہش کر رہی ہو - "عید کے دن بھی نہ ملیں گے" آہ - اسوقت میرا رنگ زرد ہو گیا - اور دل پر بجلی سی کوند گئی - رنج اور صدمہ سے آنسو نہ نکل سکے - دل میں اک ٹھیس لگی - اور آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا - حیرانی پریشانی حد تک پہنچ چکی تھی - اور میری آواز بھرّانے لگی - آخر سنبھلی سنبھل کے پھر اگید فعہ اپنے بے قرار دل سے پوچھا - کہ کیا تم سچ سچ کہ رہے ہو - یا کان مجھے دھوکہ دے رہے ہیں "کیا عید کے دن بھی نہ ملینگے" آہ - اس بے رحم ستمگر نے وہی دلخراش جواب دیا - پھر تیسری بار اس سے پوچھا - ارے کون - تو کہنے لگا - جس کے انتظار میں بیٹھی ہوئی ہو - اور بڑی بے تابی سے ملنے کی خواہش رکھتی ہو "تیرا پیارا ابّا جان" آہ - یہ سنتے ہی میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے - میں تڑپ تڑپ کر رہ گئی - آہ میں ابّا جان کی یاد میں آہ و فغاں کے نالے - غم و فرقت کی صدائیں بلند کرنے لگی - میں دیوانہ وار بے قرار ہو گئی - بار بار یہی خیال آتا - آہ - سب باغ اور چمن مجھے ویران دکھائی دینے لگے - گُل کی مہک - غنچہ کی چٹک - جگنو کی چمک - باغ کی فضا - پھولوں کی تازگی - پرندوں کا نغمہ مجھے خار معلوم ہوتے تھے - اور یہ عید کا دن سب عیدوں کے دنوں سے بالکل انوکھا اور دردناک معلوم ہو رہا تھا -

مجھے پیارے ابّا جان جب دنیا میں کوئی شفیق نظر نہ آیا - اور نہ ہی محبّت بھری باتوں سے میرا دل کسی نے بہلایا - اور نہ ہی محبّت بھرا دستِ شفقت سر پر پھیر کر عید کے روز گلے لگایا - میں ان باتوں سے ناآشنا رہ گئی - اور یہی تمنّا اور یہی آرزو مجھے خوشی و مسرّت دلا رہی تھی - کہ عید کے دن آکر میرے غمگین روح کو شاد کر دینگے اور میرے داغِ مفارقت کو مٹا دینگے - اور میرے غم کو ہلکا کر دینگے - لیکن سب خیال خام نکلا - اور میں عید کے روز بھی محبّتِ پدری سے محروم رہ گئی - جو کہ عید کے دن بچّوں کی دو چند عید کر دیتی ہے ٭

اے ناپائدار دنیا - اے دردِ دل کے دینے والی دنیا - اے مجھے محبّتِ پدری سے علیحدہ کر دینے والی دنیا - اے غموں کے دریا میں ڈبو دینے والی دنیا آخر تو نے اتنی سنگدلی اور بے رُخی کیوں اختیار کی ہوئی ہے - اے پُرفریب دنیا آخر یہ کیا تو نے مکر کا جال پھیلایا ہوا ہے - کہ پیاروں کو تو یکدم آناً "فاناً" جدا کر دیتی ہے - آخر اسکا سبب کیا ہے ؟

KHILAFAT LIBRARY

آہ - فنا ہر ذی حیات کے ساتھ کسقدر ستم آرا واقع ہوئی ہے - آہ - حیات و فنا کے کروٹوں نے مجھے بھی تصویرِ غم بنا دیا ہے - میرے اس دردِ دل کا اندازہ وہی بخوبی لگا سکتے ہیں - جنکے دل اس صدمے سے چور چور ہو گئے ہوں - اُن

یتیموں میں نام لکھا چکے ہوں۔ اور محبّت پدری سے محروم ہو چکے ہوں ؛

اب بھی میرے فرقت کو نہ برداشت کرنے والے دل سے یہی صدا نکلتی ہے ؎

"کیا عید کے دن بھی نہ ملوگے"

مَیں ہوں دلفگار احقر کنیز فاطمہ بانو احمدی بنت ڈاکٹر محمد علیخانصاحب احمدی مرحوم افریقوی اہلیہ میر عطاء اللہ خانصاحب احمدی جودھ بھا(ر)وا

KHILAFAT LIBRARY

اچھی صُحبت کیمیا ہے

کیمیا اُس چیز کو کہتے ہیں۔ جو لوہے کو چاندی اور تانبے کو سونا بنادے۔ نیک صحبت بھی انسان کے لئے کیمیا ہے۔ جس کی بدولت ادنیٰ درجے کا شخص اعلےٰ انسان بن جاتا ہے۔ صُحبت اچھی ہو یا بُری بڑی تاثیر رکھتی ہے۔ ہم جس انسان کی صحبت میں بیٹھنا اختیار کرینگے۔ اُس کے اچھے یا بُرے وصف خود بخود ہم میں پیدا ہو جائینگے۔ مثل مشہور ہے کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ یہ مثل صحبت کی تاثیر کے لئے بولی جاتی ہے۔ یعنی انسان اپنے ہمنشین کی دیکھا دیکھی اس کے طور و طریق اختیار کر لیتا ہے۔ اس کی طرف اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (کونوا مع الصادقین) شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے ایک دن ایک خوشبودار مٹی ہاتھ لگی۔ میں نے اس سے سوال کیا۔ کہ تُو مشک یا عنبر بتا کیا چیز ہے۔ جس کی دلآویز خوشبو نے مجھ کو مست کر دیا۔ وہ بولی۔ میں نہ مشک ہوں نہ عنبر۔ ذلیل مٹّی ہوں۔ اور بات صرف یہ ہے۔ کہ چند روز مجھے پھول کی صُحبت میں رہنے کا موقع مل گیا۔ یہ ساری خوشبو اُس کی صُحبت کا اثر ہے ؛

یہی حال اچھی صُحبت کا ہے۔ جو بہنیں اچھی صُحبت اختیار کرتی ہیں۔ اگر وہ مٹّی بھی ہونگی۔ تو اچھی صحبت کے فیض سے اُن میں اچھے اوصاف کی شان آجائیگی۔ برخلاف اس کے بُری صحبت سے بُری عادتیں آتی ہیں۔ اس لئے ہم کو لازم ہے۔ کہ ہم ایسی عورتوں سے پرہیز کریں۔ جن میں بُری عادتیں ہوں۔ تاکہ ایسا نہ ہو۔ کہ وہی بُری عادتیں ہم میں بھی اثر کر جائیں۔ اور ہمیں لازم ہے۔ کہ ہم اچھی صُحبت میں بیٹھنے کی کوشش کریں ؛

صُحبت کی تاثیر محسوس نہیں ہوتی شاید بعض بہنیں خیال کرتی ہونگی۔ کہ ہم پر کسی کی بُرائیوں کا اثر نہیں ہو سکتا ہے کوئی اگر بدخو ہے یا بدزبان ہے یا بُرا عقیدہ رکھتا یا غصّے والا ہے۔ تو اس کے یہ عیب اس کے لئے ہیں ہمیں کیا۔ جب ہم خود اِن عیبوں کو بُرا سمجھتے ہیں۔ تو اپنے اندر اِنکا کیوں اثر ہونے دینگے۔ یہ خیال سراسر غلط ہے۔ اپنی عادتوں اور خصلتوں کا اندازہ لگانا بہت ہی مشکل کام ہے۔ ہر شخص دوسرے کی بُرائیاں محسوس کرتا ہے۔ مگر اپنی بُرائیاں اس کو معلوم نہیں ہو سکتیں اس کی مثال آنکھ کی سی ہے۔ دیکھو آنکھ تمام دنیا دیکھتی ہے۔ مگر خود اپنے آپکو نہیں دیکھ سکتی۔ پس

جب کوئی شخص اپنی عادتوں کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتا۔ تو اِن عادتوں کے بدلتے یا بگڑنے کی اِس کو کیا خبر ہو سکتی ہے۔ اس کو کیا معلوم کہ کل میری عادتوں کا یہ حال تھا۔ اور آج کسی کے ساتھ بیٹھنے سے مجھ میں فلاں فلاں بُری عادتیں آگئیں۔ بیماریوں میں بھی بعض بیماریاں ایسی ہوتی ہیں۔ جن کی نسبت ڈاکٹروں کا خیال ہے۔ کہ ایک سے دوسرے کو لگ جاتی ہیں۔ مثلاً طاعون۔ ہیضہ۔ چیچک وغیرہ۔ بُری عادتیں بھی ایک دوسرے کو لگ جانیوالی بیماریاں ہیں۔ اور اِن کے دوسرے کو لگ جانے کا اصل سبب صُحبت ہوتی ہے۔ اگر کوئی یہ دعویٰ کرے۔ کہ مَیں طاعون کے مریض کے ساتھ مِل جُل کر کھاتا پیتا ہوں۔ اور اِس کے مرض کا مجھ پر ہرگز۔ اثر نہیں ہو سکتا۔ تو ڈاکٹر لوگ اِس بات سے کبھی مطمئن نہ ہونگے۔ بُری صحبت میں بیٹھنے والا بھی اگر یہ دعویٰ کرے کہ مَیں بُرے شخصوں کے ساتھ میل جول رکھوں تو مجھ پر اُسکے بُرے اطوار کوئی اثر نہیں کر سکتے۔ تو اِس کا یہ کہنا ہرگز تسلیم کرنے کے قابل نہیں۔ اِس طرح آپ بھی بُری عادتوں والے شخص سے الگ رہو۔ ورنہ اسکے ساتھ میل ملاپ رکھنے سے اس کی سی بُری عادتیں اور بُرے اخلاق ہم میں بھی پیدا ہو جائیں گے۔ خدا تعالیٰ نے اِس مبارک زمانہ میں ہمارے لئے نہایت آسان رستہ تیار کر دیا ہے۔ اور وہ حضرت خلیفہ ثانی کا وجود ہے۔ اور حضور کے ازواج مطہرات اور حضرت اُم المؤمنین کا مبارک وجود ہے۔ اور پھر بزرگان سلسلہ کی نیک اطوار بی بیاں۔ اس لئے ہمیں ان وجودوں کی قدر کرنی چاہیئے۔ اور بار بار قادیان آکر مبارک وجودوں سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔

آخر میں مَیں دُعا کرتی ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہم سب بہنوں کو اچھی صحبت میں بیٹھنے اور دین و دنیا کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

دُعا گو امۃ الرحمن۔ بنت منشی غلام حیدر صاحب سب انسپکٹر زراعت۔ از راہوالی ضلع گوجرانوالہ

KHILAFAT LIBRARY

میرے بچّے

مَرنے والی ماں کے جذبات

جمیلہ بستر مرگ پر ہے۔ اور ایک مُدّت سے پنجۂ مرض میں گرفتار ہے۔ اس کا جسم طویل علالت کے باعث نحیف و لاغر ہو چکا ہے۔ چہرہ پر پژمردگی ہے۔ آنکھیں اندر گھُس گئی ہیں۔ زبان کی شستگی و سلاست جاتی رہی ہے۔ اب اسے نیم یقین ہو گیا ہے کہ اس کے لئے دنیا سے کوچ کرنے کا وقت آن پہنچا۔ سردیوں کا موسم ہے۔ راتیں لمبی ہیں۔ جمیلہ ساری رات آئندہ کے تفکرات اور اپنے ننھے و معصوم بچّوں کے متعلق مستقبل کا خیال کر کے کروٹیں بدلنے میں ہی گذار دیتی ہے۔ لوگ سوتے ہیں۔ ننھے محوِ خواب ہیں۔ ماں ہاں محبّت کی مجسمہ ماں لڑکھڑاتے پاؤں

اور کانپتے ہوئے ہاتھوں کے سہارے سے اُٹھتی ہے۔ اور ان خوابیدہ فرشتوں کے رُخسار پر بوسہ دیتی ہے یکے بعد دیگرے ان تینوں کو چومتی ہے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ اور دل میں ایک کپکپا دینے والی کیفیت پیدا ہے۔ وہ ان سب کو بے مدد۔ بے سہارا پاکر پیکر غم بن کر بستر پر جا گرتی ہے۔ آہ۔ بچے نیند کے خراٹے لے رہے ہیں۔ اور تقدیر ان کے لئے نہ مٹ سکنے والا غم اور نہ بھولنے والا رنج ظاہر کرنیوالی ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

صبح ہوئی۔ سب لوگ اپنے اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ جمیلہ کی حالت لحظہ بلحظہ بدل رہی تھی۔ ڈاکٹر آتا ہے نبض پر ہاتھ رکھتا ہے۔ نسخہ تجویز کر کے فوراً پلانے کی ہدایت کرتا ہے۔ اس کے چہرہ پر یا اسکے الفاظ میں مایوسی کا کوئی شائبہ نہ تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ جن لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کو اس سے پہلے شگفتہ حالت میں دیکھا ہے۔ وہ بحیثیت مجموعی آج کی حالت کو اس سے دگرگوں پاتے ہیں۔ جمیلہ کے تیماردار اسکے اپنے متعلقین ہیں۔ وہ اس کی خاطر ہر تکلیف برداشت کرتے رہے ہیں۔ اس کے خاوند کو اس سے ایک خاص محبت ہے۔ وہ ہر لحظہ اس کے درد و کرب میں شریک غالب رہا ہے۔ بلکہ جب کبھی جمیلہ پر نیند کے چند لمحے آیا کرتے تھے۔ اسوقت بھی وہ اس کا نگران ہوتا تھا۔ نسخہ تیار کیا گیا۔ مریضہ کو پلایا گیا۔ اور تھوڑے عرصہ کے لئے اس کو قدرے سکون حاصل ہوا۔ اور وہ باہوش حواس گفتگو کرنے لگی۔ اس کے اقرباء نے خیال کیا۔ کہ اب اسے آرام ہو گیا ہے۔ اس لئے بعض اپنے اپنے کام پر چلے گئے۔ دراصل یہ حالت صحت نہ تھی۔ بلکہ مریضہ کے لئے آخری سنبھالا تھا۔

جمیلہ نے ٹھیک ۲ بجے بعد دوپہر پورے طور پر محسوس کیا۔ کہ میری موت میں چند گھنٹوں کا وقفہ ہے۔ اس شدید احساس نے اسکے جذبات کو بہت تیز کر دیا۔ اس کی نگاہ در و دیوار پر حسرتناک طور پر پڑ رہی تھی۔ ڈبڈباتی ہوئی آنکھیں۔ ہر چیز پر آخری نظر کر رہی تھیں۔ اور جمیلہ خیالات کے بحر بے پایاں میں غوطے کھا رہی تھی۔ اتنے میں اس کا رفیق زندگی جسے وہ ہزار جان سے چاہتی تھی۔ سرہانے سے اُٹھ کر اس کی آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ آہ! وہ وقت۔ خطرناک وقت دونو کے لئے زلزلہ قیامت سے کم نہ تھا۔ دونو طرف زبانیں بند تھیں ان میں بولنے کی سکت نہ تھی۔ آنکھوں کے اشاروں سے ایک دل دوسرے دل کو محبت کا آخری پیغام دے رہا تھا۔ وہ ایک کیفیت تھی۔ جس کو بتانے سے زبان قاصر اور لُغت عاجز ہے۔ وہ بجلی کی ایک لہر تھی جو الفاظ کی شرمندۂ احسان نہیں ہو سکتی اسے وہی جانتا ہے۔ جسپر گذری ہو۔ ہاں دیکھنے والے آنسوؤں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ دیکھتے تھے ایکطرف جمیلہ بے حس و حرکت پڑی تھی۔ دوسری طرف اس کا خاوند تصویر ماتم نظر آتا تھا۔ شاید یہ صورت حالات نہ بدلتی۔ اگر خاوند کی کمزور

صحت اس کو بے ہوش کر کے زمین پر نہ گرا دیتی۔ اسے ہوش میں لایا گیا۔ اور جمیلہ نے دل کو مضبوط کر کے اشارہ سے صبر کی تلقین کی۔ اور ڈاکٹری مشورہ کے ماتحت خاوند کو دوسرے کمرہ میں لٹا دیا گیا +

جمیلہ ایک باعزیمت عورت تھی۔ اس نے اپنے خاوند کے ساتھ کٹھن مرحلوں میں صبر و شکر سے زندگی گذاری تھی۔ مگر موت کے سامنے انسانی عزم و استقلال کی کیا پیش جاتی ہے۔ وہ اب سخت بے چین و بے قرار تھی اسکی منتظر نگاہیں ادھر ادھر جاتی تھیں مگر اپنے مطلوب کو نہ پاتی تھیں۔ اسی کشمکش میں اسکے ہونٹ کھلے اور نہایت دھیمی مگر رقت انگیز آواز میں نکلا "میرے بچے......"

اس پر اسکی دونو بچیاں اور لڑکا سامنے لائے گئے۔ اس نے ہر ایک کو گلے لگایا۔ پیار کیا اور دیر تک ان کو دیکھتی رہی۔ اور بار بار "سپرد خدا" کہتی رہی اپنی ساس کو جو اس کے لئے مہربان ماں سے کم نہ تھی مخاطب ہو کر کہا "اماں! اب یہ بچے آپ کے سپرد ہیں۔ میری امانت ہیں۔ میرے ننھے کو سنبھال کر رکھنا" یہ الفاظ کہے۔ اور اس کی حالت پھر بدل گئی۔ اور چند منٹوں میں جان بحق تسلیم ہو گئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن +

جمیلہ مر گئی۔ مگر اسکے الفاظ آج بھی فضا میں گونج رہے ہیں۔ اور ان کی تہ میں ہمیشہ زندہ رہنے والا سبق موجود ہے۔ اور وہ ماں کی محبت کی صحیح ترجمانی کر رہے ہیں۔ ان جذبات خود فراموشی کے ماتحت ہی اسلام کے مقدس بانی علیہ الف الف سلام نے فرمایا ہے الجنۃ تحت اقدام الامہات۔ اے خدا! تو اس مرحومہ کے بچوں کا نگہبان ہو اور ہر رنگ میں ان کا محافظ و نگران۔ وہ بچے خوش نصیب ہیں۔ جو آغوش مادری کے مزے لے رہے ہیں۔ جو اس نعمت سے محروم ہیں۔ ان پر خدا بھی مہربان ہوگا اور وہ لوگ بھی جن کو خدا تعالیٰ نے پاکیزہ دل عطا فرمایا ہے۔ اور وہ دوسرے کے دکھ میں شریک ہونا سعادت یقین کرتے ہیں۔ سے

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

KHILAFAT LIBRARY

(خامد)

حفظ صحت اطفال

تندرست بچہ کیا کہتا ہے؟

(۱) میری ماں ہمیشہ زود ہضم اور مقوی غذائیں مثلاً دودھ انڈا اور روٹی کھایا کرتی ہے۔

(۲) وہ ہمیشہ اپنی طاقت سے زیادہ کام کرنے سے پرہیز کیا کرتی ہے۔

(۳) میری پیدائش کے وقت زچہ خانہ میں ایک تعلیم یافتہ قابلہ کی امداد لی گئی تھی۔

(۴) میری رہائش کی جگہ صاف خشک روشن اور ہوادار مکان ہے۔

(۵) مجھے باقاعدہ روزانہ صبح چھ بجے۔ ۹ بجے۔ ۱۲ بجے دوپہر۔ ۳ بجے سہ پہر۔ ۶ بجے شام اور ۱۰ بجے رات دودھ پلایا جاتا ہے۔

(۶) میری ماں مجھے اپنی چھاتی سے دودھ پلاتی ہے۔ کیونکہ وہ تمام غذاؤں سے بہترین غذا ہے۔ یہ ہر وقت صاف تازہ اور بلاقیمت میسّر ہو جاتا ہے اور قدرت نے اسے خاص ہمارے مزاج کے موافق بنایا ہے۔ اسلئے مجھے بدہضمی وغیرہ بہت کم ہوتی ہے۔

(۷) اور جب کبھی میری ماں اتفاقیہ بیمار پڑ جاتی ہے اسوقت گائے کا تازہ دودھ نارنگی کا عرق یا چونہ کا پانی ملا کر مجھے پلایا جاتا ہے۔

(۸) جب مجھے گائے کا دودھ پلایا جاتا ہے۔ تو وہ دودھ ٹھنڈی جگہ میں چھپا کر رکھا ہوا ہوتا ہے۔ تاکہ گرد و غبار اور مکھی وغیرہ کے پڑنے سے محفوظ رہے۔ اور جب میرے پینے کا وقت ہوتا ہے تو فوراً جوش دیکر دودھ پینے کی شیشی میں بھر کر مجھے پلایا جاتا ہے۔ اور اس شیشی کے تمام حصّے قبل اور بعد استعمال کے گرم پانی سے اچھی طرح صاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(۹) مجھے روزانہ غسل دیا جاتا ہے۔ جس سے میرا جسم اور بال صاف اور چمکتے رہتے ہیں۔

(۱۰) مجھے کافی وقت آرام کرنے اور سونے کیلئے ملتا ہے۔ اور مجھے سُلانے کیلئے افیون وغیرہ کوئی منشّی یا منوم چیز نہیں دی جاتی۔

(۱۱) میرے کپڑے ڈھیلے ڈھالے اور صاف ستھرے ہوتے ہیں اور وہ روزانہ صابن یا سوڈا سے دھو کر مجھے پہنائے جاتے ہیں۔

(۱۲) مجھے تازہ ہوا اور آفتاب کی روشنی میں زیادہ سے زیادہ وقت تک رکھا جاتا ہے۔

(۱۳) میرے دانتوں کا بھی میری ماں برابر خیال رکھتی ہے اور انہیں روزانہ دو مرتبہ صاف کرتی ہے۔

(۱۴) میری تمام فطری عادات کو ایک قاعدہ پر رکھنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور کوئی غیر ضروری ضد پوری نہیں کیجاتی۔ ان باتوں کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ میں اکثر تندرست رہتا اور طبعی طریق پر پرورش اور نمو حاصل کر رہا ہوں +

مریض بچّہ کیا کہتا ہے؟

(۱) میری امّاں ثقیل غذائیں مثلاً گوشت کو بھی۔ سیسم وغیرہ سے بالکل پرہیز نہیں کرتی اور جو اسے ملتا ہے۔ کھاتی پیتی رہتی ہے۔

(۲) وہ اپنی طاقت سے زیادہ محنت و مشقت کے کام کرتی ہے۔

(۳) میری پیدائش کے وقت زچہ خانہ میں ایک جاہل عورت سے دایہ گیری کا کام لیا گیا تھا۔

(۴) میری رہائش کی جگہ ایک تاریک مرطوب اور بند کمرہ ہے جس میں تازہ ہوا کا گذر نہیں ہوتا۔

(۵) جب میں رونا چاہتا ہوں تو میرے منہ میں دودھ دیکر مجھے چپ کرایا جاتا ہے۔ کوئی وقت میرے دودھ پینے کا مقرر نہیں ہے۔ جب جی چاہتا ہے پی لیتا ہوں۔

(۶) مجھے اپنی اماں کی چھاتی کا دودھ نہیں ملتا اور نہ ہی گائے کا تازہ باقاعدہ طور پر تیار کر کے دیا جاتا ہے۔

(۷) میری غذا بازاری یا بند ڈبوں کا ولائتی دودھ چاول بسکٹ روٹی وغیرہ ہے۔ جس سے میرے جگر میں ورم اور ہاضمہ میں فتور رہتا ہے۔

(۸) مجھے ایسی بوتل سے دودھ پلایا جاتا ہے جس کی عرصہ گی سے صفائی نہیں ہوتی اور میری غذا میں گرد و غبار

اور بعض تنکے اور مکھی وغیرہ بھی پڑے ہوتے ہیں اس لئے میں مرض اسہال اور بدہضمی میں اکثر مبتلا رہتا ہوں۔

(۹) مجھے اکثر غسل بھی نہیں دیا جاتا جس سے میرے بدن میں زخم نکلتے رہتے ہیں۔

(۱۰) مجھے کافی وقت آرام کرنے اور سونے کو نہیں دیا جاتا جس سے میں بہت کمزوری محسوس کرتا ہوں۔

(۱۱) میرے کپڑے تنگ اور میلے رہتے ہیں۔ جس سے میرے جسم میں خارش اور تکلیف ہوتی ہے اور سردی وغیرہ لگتی ہے۔

(۱۲) مجھے تازہ ہوا اور کافی روشنی میسر نہیں ہوتی جس سے میرے جسم کے نشوونما میں رکاوٹ پڑ گئی ہے۔ اور سوکھے کا مرض شروع ہو گیا ہے۔

(۱۳) میرا منہ اور دانت ہمیشہ میلے رہتے ہیں جس سے میں اکثر مرض پیچش وغیرہ میں گرفتار رہتا ہوں۔

(۱۴) مجھے اپنے عادات و اطوار کے متعلق کوئی اچھی تعلیم نہیں ملتی جو ضد چاہتا ہوں پوری کرا لیتا ہوں۔ ان سب باتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ میں دائم المرض اور لقمۂ اجل بنا رہتا ہوں ؂

KHILAFAT LIBRARY

ایک عقلمند لڑکی

مظفر الدین شاہ ایران نے اپنے دربار میں ایک صندوق رکھوا دیا تھا۔ جس شخص کو حکام سے کوئی شکایت ہوتی۔ وہ عرضی لکھ کر صندوق میں ڈال دیتا۔ بادشاہ نماز سے فارغ ہو کر صندوق کھولتا۔ اور مظلوموں کی داد رسی کرتا۔

ایک دن بادشاہ نے صندوق کھولا۔ تو اس میں اور درخواستوں کے ساتھ ایک قصیدہ بھی پایا۔ جو فصاحت و بلاغت سے اتنا معمور تھا۔ کہ بادشاہ وجد میں آ گیا۔ اور قصیدہ لکھنے والے کو دربار میں طلب کیا۔ تو وہ ایک غریب اور یتیم لڑکی تھی۔ جو پرانے چیتھڑے لگائے اور چہرہ پر میلا کچیلا نقاب ڈالے تھی۔ بادشاہ نے دریافت کیا۔ "تم کیا چاہتی ہو؟" لڑکی نے عرض کیا۔ "بادشاہ سلامت! میں ایک شخص سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔ مگر وہ انکار کرتا ہے حضور اس سے میری شادی کرا دیں۔"

بادشاہ نے خیال کیا۔ کہ لڑکی بدصورت ہوگی۔ اور اسی وجہ سے وہ انکار کرتا ہوگا۔ اس لئے اس نے لڑکی کو نقاب اُٹھانے کا حکم دیا۔ لڑکی نے نقاب اُٹھایا۔ تو بادشاہ نے دیکھا کہ نقاب کے اندر گویا ایک چاند چھپا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر بادشاہ کی حیرانی کی حد نہ رہی۔ کہ جس لڑکی کی علمی قابلیت اور ظاہری صورت اسقدر اچھی ہو۔ اس کی شادی سے انکار کیا معنے؟ بادشاہ نے کہا "اطمینان رکھو تم جس سے چاہتی ہو۔ ضرور شادی کرا دی جائے گی۔" لڑکی نے جواب دیا۔ بادشاہ سلامت! حضور دیکھ لیں گے۔ کہ وہ ہرگز مجھ سے شادی کرنے پر راضی نہ ہوگا۔ بلکہ طرح طرح کے بہانے بنائیگا۔ خدا کے لئے اس کے بہانوں میں نہ آئیں۔"

بادشاہ نے اسی وقت اس شخص کو طلب کیا۔ اور جب وہ دربار میں حاضر ہوا۔ تو پوچھا۔ "تم اس لڑکی سے شادی

کیوں نہیں کرتے؟" اس نے لڑکی کو دیکھ کر کہا "بادشاہ سلامت یہ تو میری حقیقی بہن ہے۔ پھر حضور ہی فرمائیں کہ میں سگی بہن سے کیونکر بیاہ کر سکتا ہوں۔ حضور کے دربار میں بڑے بڑے عالم فاضل موجود ہیں کیا وہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ حقیقی بہن سے شادی جائز ہے" بادشاہ نے کہا۔ "تم جھوٹے ہو۔ تمہارے اس بیان کا کوئی گواہ ہے"؟ یہ سُنکر وہ شخص فوراً دوڑتا ہُوا اپنے محلے میں گیا۔ اور دو بوڑھے آدمیوں کو دربار میں لے آیا۔ جنہوں نے قسم کھاکر بادشاہ کے سامنے گواہی دی۔ کہ واقعی یہ لڑکی اس کی سگی بہن ہے۔ اور دونو ایک باپ کی اولاد ہیں۔ دو سال ہوئے باپ مر چکا ہے۔ اور اب یہ دونو یتیم ہیں ٭

لڑکی نے بوڑھوں کا یہ جواب سُنکر کہا۔ بادشاہ سلامت! انہی دونو بے ایمان بوڑھوں نے میرے باپ کے مرنے کے بعد جب میرے اسی بھائی نے مجھے میراث سے محروم کر دیا تھا۔ تو عدالت میں آکر گواہی دی تھی۔ کہ یہ اس کی بہن نہیں۔ اور اس لئے اس کو ورثہ کا کوئی حصہ نہیں مل سکتا" بادشاہ نے فوراً مقدمہ کی مسل منگائی۔ جس کے دیکھنے سے معلوم ہُوا۔ کہ لڑکی بالکل سچی ہے ٭

ان باتوں کے ظاہر ہونے پر دونو بوڑھوں اور نوجوان بھائی کے تو ہوش جاتے رہے۔ مگر حاضرین دربار لڑکی کی عقلمندی پر عش عش کر اُٹھے۔ کہ اس نے کس دانائی اور خوبی کے ساتھ اپنے حقوق کو ثابت کر دکھایا ہے۔ آخر بادشاہ نے اس کے نوجوان بھائی کو اسی وقت بہن کا حصہ دینے کا حکم دیدیا ٭

عقلمند لڑکی جب جائداد پر قبضہ کر کے ہر طرح مطمئن ہو گئی۔ تو بادشاہ نے جو اس کے خصائل حسنہ پر لٹو ہو گیا تھا، اسے اپنی ملکہ بنانے کی عزت دیکر اور بھی خوش کیا ٭

KHILAFAT LIBRARY

دیکھو۔ لڑکی نے علم و عقل کی بدولت بھائی سے ورثہ بھی لے لیا۔ اور ملکہ بھی بن گئی ٭

مقوی دماغ حلوا وزن اور ترکیب

مغز بادام شیریں سات عدد۔ دانہ خشخاس ۳ ماشہ دانہ الائچی خورد ایک ماشہ۔ مرچ سیاہ ۷ عدد۔ مکھن تازہ یا دودھ کی بالائی ۵ تولے۔ مصری سفید ڈھائی تولہ۔

ترکیب:۔ مغز بادام کو رات کو بھگو دیں اور خشخاس کو دھو ڈالیں اور مغز بادام کو چھیل لیں پھر ان دونو کو سل بٹے پر باریک پیس لیں اور الائچی خورد اور سیاہ مرچ بھی اسکے ہمراہ باریک پیس لیں مثل چٹنی کے ہو جائے تو مصری مکھن یا بالائی میں ملاکر پھر اس میں پسے ہوئے مغز بادام وغیرہ سب ملالیں اور طیار کر لینے پر اُنگلی سے چاٹیں۔ انشاء اللہ یہ ہمارا حلوا ذائقے میں ایسا لذیذ ثابت ہو گا کہ جس کے کھاتے ہی طبیعت باغ باغ ہو جائیگی۔ اور اس کے چند یوم کے استعمال سے دماغ میں اعلیٰ درجہ کی قوت پیدا ہوتی ہے اور دیگر اعضاءِ جسم کو بہت بڑی مدد پہنچتی ہے دماغ میں خشکی رہنا آنکھوں میں جلن ہونا قوت بینائی کا کمزور پڑ جانا حافظہ کا بگڑ جانا۔ دماغی کام کرنیکو

جی نہ چاہنا۔ بخوبی طور پر نیند نہ آنا۔ مغز کے کمزور ہونے کی وجہ سے ہر وقت سر میں ہلکا ہلکا درد رہنا اُٹھتے بیٹھتے آنکھوں میں اندھیرا آجانا سر کا چکرانا غرض سب شکائتیں اسکے تھوڑے دن کے استعمال سے انشاء اللہ دُور ہو جائینگی ؛

راقمہ خاکسار لیاقت زمانی بیگم ملب گڑھ ضلع گوڑگانواں

سبز پلاؤ وزن اور ترکیب

چاول ایک سیر گھی آدھ سیر۔ ہرا ساگ سوئے کا ڈھائی پاؤ۔ گوشت ڈیڑھ سیر۔ دارچینی مرچ سیاہ لونگ تین تین ماشے پیاز ادرک پون چھٹانک۔ دھنیا ۲ تولے نمک چار تولے زیرہ سیاہ ۲ ماشے۔

ترکیب:۔ پہلے موافق قاعدہ کے مصالحہ ڈالکر یخنی تیار کریں۔ پھر چھانکر گھی اور لونگ سے تین چار مرتبہ بگھار کر رکھیں۔ بعد ازاں سوئے کے ساگ کو ملکر عرق نکال کر کپڑے میں چھان لیں۔ بعد اسکے یخنی کا گوشت تھوڑے گھی و مصالحہ میں بھونکر اُس کی تہ لگادیں اور باقی آدھا ساگ لیں تہ پر اسکو باریک کتر کر سب طرف پھیلادیں اور پھر اُس سوئے کے عرق کو یخنی میں ملاکر چاول دھو کر اُس میں جوش کریں یہاں تک کہ یخنی سب جذب ہو جائے اور چاولوں میں ذرا کنی باقی رہ جائے تب چاولوں کو اُس تہ پر جو تیار رکھی ہے ڈالدیں اور پھر اس کا مُنہ آٹے سے بند کر کے نرم آنچ پر کوئلوں کی دم کھلائیں۔ بعد اسکے قدرے کیوڑہ اور دو الائچی خورد پیسکر ہمراہ تھوڑی دُودھ کے ڈالدیں۔ انشاء اللہ کھانے میں نہایت ہی مزیدار ہوگا ؛

راقمہ خاکسار لیاقت زمانی بیگم ملب گڑھ

KHILAFAT LIBRARY

نادان دوست

بیوقوف آدمی کی دوستی دشمنی کے برابر ہوتی ہے۔ جیسے ایک بادشاہ نے ایک باز شکار کے لئے پالا ہوا تھا۔ اور بہت اُس کا خیال رکھتا تھا۔ یکا یک باز ایک دن اُڑا۔ اور ایک بڑھیا کے گھر میں جا بیٹھا۔ بڑھیا نے جھٹ سے باز کو پکڑ لیا۔ جب اسکو دیکھنے لگی۔ تو اُسکو چونچ ٹیڑھی نظر آئی۔ ہائے ہائے بچارے تم اس چونچ سے کھانا کیسے کھاتے ہو۔ تو چھری لیکر اوپر کی ساری چونچ کاٹ ڈالی۔ جب اوپر نیچے یکساں کی۔ تو کہا۔ بس اب دانے چُگ سکو گے۔ لیکن جب پاؤں کی طرف دیکھا۔ تو دونو پنجے دکھائی دیئے۔ بولی اے غریب! تیری قسمت سے اتنا کوئی نہیں تھا۔ کہ تیرے یہ ناخن کاٹ لیتا۔ تم تو ان ناخنوں کی وجہ سے لنگڑے ہو رہے ہو۔ جلدی جلدی ناخن بھی تراش لئے۔ یہ بچاری اسکے ساتھ نیکی کرتی تھی۔ اور حقیقت میں اس عاجز کی جڑ کاٹی ؛

بادشاہ کو خبر ہوئی۔ کہ باز اُڑ گیا ہے۔ تو حکم دیا۔ کہ جو کوئی باز لائے۔ اُسے انعام دیا جائیگا۔ لوگوں نے

ڈھونڈنا شروع کیا۔ تو بڑھیا کے گھر میں جا پایا۔ بادشاہ کے پاس لے گئے۔ اور بڑھیا کی خاطر تواضع کا حال بیان کیا۔ جب بادشاہ نے باز کی طرف دیکھا تو بہت خفا ہوا۔ اور تو کچھ نہ بولا۔ مگر حکم دیا۔ کہ اسکو باہر نکالو۔ اور ڈھنڈورا پیٹو۔ کہ یہ حال ہوگا اُن کا۔ جن کا سابقہ ہو ایسے لوگوں سے جو اس کی قدر کو نہ جانیں۔

سنو بہنو دل سے یہ میرا بیان
کہ دو ظلم جاری ہیں اندر جہان
کبھی رنج دیتا ہے دشمن کا ہاتھ
کبھی غم بناتا ہے احمق کا ساتھ

قانتہ بیگم - پشاور چھاؤنی

KHILAFAT LIBRARY

عدل

زور آور کو چاہیئے۔ کہ کمزور پر ظلم نہ کرے۔ اگرچہ کام بگڑتا ہو۔ جیسے کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ روم کے بادشاہ نے نوشیروان بادشاہ کے پاس قاصد بھیجا۔ جب قاصد دربار میں پہنچا۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ ایک بہت بڑا محل ہے۔ بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے اور دیگر اُمراء و وزراء سب کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ لیکن جب قاصد نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ تو ایک کونہ ٹیڑھا نظر آیا پاس کے ایک شخص سے پوچھا۔ کہ یہ جگہ کیوں ٹیڑھی ہے؟ اُس نے کہا۔ کہ یہاں ایک بڑھیا کا گھر تھا۔ اُسوقت جب بادشاہ یہ محل بنواتا تھا۔ تو بڑھیا سے کہا۔ کہ یہ گھر بیچ دے۔ مگر بڑھیا کی مرضی نہیں تھی۔ اور زبردستی سے بادشاہ یہ کام نہیں کرتا تھا۔ اس سبب سے یہ جگہ محل میں ٹیڑھی ہو گئی۔ قاصد نے کہا۔ سچ بات یہ ہے۔ کہ یہ ٹیڑھا پن بہت اچھا ہے۔ اس سیدھے پن سے جو ظلم سے ہو۔ اور حق انصاف کا یہ ہے۔ کہ ایسا کام نہ پہلے کسی سے سُننے میں آیا ہے۔ نہ بعد میں گمان ہوتا ہے۔ کہ بادشاہوں میں سے کوئی کرے۔ بادشاہ نے جب قاصد سے یہ باتیں سُنیں۔ تو بہت خوش ہوا۔ انعام دیا۔ اور نہایت احترام سے رخصت کیا ؛

قانتہ بیگم پشاور

دہلی کی رعایا پرور مسلمان ملکہ

دنیا میں جو قابل عورتیں گذری ہیں۔ جنکو کسی سلطنت پر حکمرانی کرنے کا موقع ملا ہے۔ ان میں سے ایک نے دہلی میں عرصہ تک حکومت کی۔ اُس کا مقبرہ بھی دہلی میں موجود ہے۔ لیکن اب اس کے پاس سے گذرنے والوں اور سیاحوں کو یہ خیال بھی نہیں ہوتا۔ کہ اس مقبرہ میں ایک ایسی ہستی دائمی نیند میں ہے۔ جو کسی زمانہ میں تاجدار دہلی تھی۔ برطانیہ میں ایک ملکہ "میری" گذری تھی جو سکاٹس کی ملکہ کہلاتی تھی۔ قابلیت اور خوبصورتی میں یہ ہندوستانی ملکہ اس سے کم نہ تھی۔ اور انجام کے اعتبار سے دونو حکمران عورتوں میں خاص مشابہت ہے۔ جہاں ملکہ میری کو قید میں رکھا گیا۔ وہاں اس مسلم ملکہ کو بھی قید میں رہنا پڑا ؛

یہ حسین اور قابل ملکہ سلطانہ رضیہ بیگم تھی ہندوستان

میں مسلمانوں کی جو سلطنتیں قائم ہوئیں اور مٹ گئیں۔ اُن کی تاریخ میں رضیہ بیگم پہلی عورت ہے۔ جس نے دہلی میں حکومت کی تھی۔ اس میں کئی بڑے اوصاف تھے لیکن اس کا سب سے بڑا وصف یہ تھا۔ کہ اُسے اپنی رعایا کے ساتھ بے حد محبت تھی۔ اور وہ اُنکی بہتری اور بہبودی کی دل و جان سے خواہاں تھی۔ لیکن اس کی ذات میں ایک نہایت بڑی کمزوری بھی تھی۔ وہ یہ کہ اُسے اپنی ذات سے بڑی محبت تھی۔ اور جو چیز یا انسان اُسکی نگاہوں پر چڑھ جاتا تھا۔ اُس سے وہ دلی محبت کا سلوک کرتی تھی +

اور رضیہ بیگم کے معاملہ میں یہ صداقت تاریخی طور پر پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے۔ اس کی رعایا نے اس کے عیاش بھائیوں کی جابرانہ حکومت کو تو گوارا کرلیا۔ لیکن وہ اس کی رحیمانہ حکومت گوارا نہ کرسکی۔ اس وجہ سے کہ وہ ایک حبشی غلام کے ساتھ مہربانیاں کیا کرتی تھی +

KHILAFAT LIBRARY

سلطانہ رضیہ بیگم بڑی قابل اور صاحب دماغ تھی اس کی حکومت شاہانہ دانش اور تدبّر کا آئینہ تھی اس کا طرزِ حکمرانی ایسا تھا۔ جو بڑے سے بڑے حکمران کے لئے موجب تعریف ہو سکتا تھا۔ وہ اپنے عنفوان شباب ہی میں اپنے باپ کے تخت کے پاس بیٹھی ہوئی معاملات سلطنت میں حصہ لیتی تھی اس کے عہد سلطنت میں ایسی دلچسپی اور سرگرمی کا اظہار کیا۔ کہ اُس کی وقعت اُس کے باپ کی نگاہوں میں بہت بڑھ گئی۔ اس کے باپ کے عقل اور سن رسیدہ وزیر بھی اس کی عزت کرتے تھے +

جب اس کا باپ ایک مرتبہ پایۂ تخت دہلی سے باہر گیا۔ کیونکہ اُسے ریاست گوالیار کے خلاف ایک تعزیری مہم لے جانے کی ضرورت پیش آئی تھی۔ تو اپنی غیر حاضری میں رضیہ بیگم کو نائب سلطنت مقرر کر گیا۔ اُس کے اُمراء نے اس سے اس کی وجہ دریافت کی تو بادشاہ نے جواب دیا۔ کہ میں نے اپنے بیٹوں کا حق حکمرانی اسوجہ سے نظرانداز کردیا۔ کہ وہ شراب خوری۔ قماربازی اور عورتوں کے دلدادہ ہیں +

اس لئے سلطنت کے کاروبار کا بوجھ اُن کے لئے بار گراں ہے۔ رضیہ گو عورت ہے۔ لیکن اسکے دل و دماغ مردوں جیسے ہیں۔ اور میرے بیس فرزندوں سے بہتر ہے۔ رضیہ کے باپ کی رضیہ کے متعلق اعلیٰ رائے یہی تھی۔ جس سے اس عورت کے اوصاف عیاں ہیں +

جب بادشاہ فوت ہو گیا۔ تو وزیروں اور رعایا نے رضیہ بیگم سے درخواست کی۔ کہ وہ عنان حکومت سنبھال لے تو اس نے ان کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا اس درخواست کا اصل سبب یہ ہے۔ کہ وزراء اُمراء اور رعایا اسکے بھائی کی مختصر حکومت سے سیر ہو چکے تھے۔ رضیہ بیگم نے عنان حکومت ہاتھ میں لیکر کاروبار سلطنت میں گہری اور قابلانہ دلچسپی کا اظہار کیا۔ ملکہ بننے کے بعد ہی اُس نے زنانہ لباس ترک کردیا۔ اور مردانہ لباس میں پبلک میں آگئی۔ تخت پر بیٹھ کر وہ لوگوں کے دعاوی اور دیگر باتوں کی سماعت کرتی تھی۔ معاملات سلطنت سنتی اور

ان کا فیصلہ کرتی تھی - اور ایوانِ عام میں وہ تمام امور سلطنت کا فیصلہ خود ہی کرتی تھی - وہ اپنے باپ کے وقت کے قوانین کی ترمیم یا تصدیق --- اور سب لوگوں کے ساتھ ایک ہی طور پر انصاف کرتی تھی ؎

ناراضگی کا باعث ایک حبشی غلام جمال الدین نامی تھا - وہ رضیہ بیگم کے باپ کے وقت میں داروغہ اصطبل تھا - مگر رضیہ بیگم کے عہد میں وہ جلد ہی اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ گیا - کیونکہ وہ اُمراء کا سردار بنا دیا گیا - لوگ اس ذلت کو گوارا نہیں کر سکتے تھے . سلطانہ کے خلاف اس کے ارکان دوست اور امراء نے جو سازش کی تھی - آخر کار وہ رنگ لائی ؎

بغاوت کا ظہور ہُوا - خود سلطانہ فوج کو لیکر باغیوں کے مقابلہ میں گئی - بغاوت فرو کر دی - مگر اپنی نسوانی کمزوری اور رحمدلی کے باعث اُس نے بغاوت کے سرغنہ کی جان بخشی کر دی - اور اُسے دربار میں اُسکے منصب پر بحال کر دیا - یہ مہربانی شاہی دربار میں ایک نئی بات تھی - اور اسی کا اُسے خمیازہ بھگتنا پڑا اس کی فوج نے پھر عَلَم بغاوت بلند کیا - باغیوں کی ہمنوائی اُمراء نے کی - سلطانہ پھر ان کے مقابلہ اور سرکوبی کے لئے گئی - مگر اس کا ستارہ گر چکا تھا - اس لئے اُسے شکست ہوئی اور وہ قید کر دی گئی ؎

KHILAFAT LIBRARY

درخواست دُعا مسلسل چار ماہ سے مجھے درد شکم کی شکایت ہے - میری مخلص بہنیں اور خصوصاً حضرت خلیفۃ المسیح میری صحت کیلئے دُعا خاص فرمائیں ؎ خاکسارہ زاہدہ بانو بیگم سکرٹری لجنہ اماء اللہ

سیدہ مبارکہ مرحومہ بنت سید عبدالرشید
کی
زندگی کے مختصر حالات

مبارکہ باغ دہر کا وہ غنچہ تھی - جو کھلنے سے پیشتر مرجھا گیا - جس نے شب دیجور میں شبنم کے آنسوؤں سے دامن بھرا - اور نسیم صبح کی گدگدیوں کی تمنا لیکر صبح کا نورانی چہرہ دیکھنے سے پہلے پیوند خاک ہو گئی - جس نے دنیا میں آنکھیں کھولنے کے ساتھ یتیمی کا مُنہ دیکھا - تاہم غنیمت تھا کہ بچپن کا زمانہ بے فکری سے طالبعلمی میں بسر ہُوا - سکول کا زمانہ ختم ہونے پر میری تحریک سے اس نے کتب سلسلہ اور درس قرآن مجید سے شروع کیا - جو اسکی طبعی سنجیدگی و فطری نیکی سے سونے پر سہاگہ ہُوا - احمدیہ گرلز سکول کے کھلنے پر اُسے آنریری طور پر کام کرنے کی تحریک کی - ایک سال آنریری طور پر کام کیا - پہلے ہی معائنہ میں انسپکٹرس صاحبہ نے اس کی بہت تعریف کی - اور بار بار مجھ سے کہا - کہ اُستانی مبارکہ کو لاہور ٹریننگ کے لئے بھیجو - یہ بہت اچھی اُستانی ہو گی - اَن ٹرینڈ ہونے کی حالت میں اسکا کام ٹرینڈ اُستانیوں سے اچھا ہے - تو کیوں یہ اپنی قابلیت سے فائدہ نہ اُٹھائے - باوجود سکول میں اس تندہی اور شوق سے کام کرنے کے اپنے درس قرآن کو جاری رکھا - گھر پر وقت نہ ملا - تو سکول ہی میں تفریح کے وقت میں بابو روشن دین صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ سے جو ہیڈ ماسٹر سکول تھے ترجمہ قرآن شروع کیا - اور غالباً ایک

سال میں ختم بھی کر لیا - علاوہ ازیں شوق مطالعہ و اجلاس لجنہ و سکول سے مستفید ہوتے ہوئے مذہبی تعلیم میں قابل مثال ترقی کی - سکول میں جو نصیحت میں نے استانیوں کو کی - اس کا عملی نمونہ بننے میں مرحومہ کو پیش پیش پایا - پانچ سال سکول میں کام کیا - استانیاں برابر کی سہیلیاں مگر سب کے ادب و احترام نے کبھی کسی شکایت اس کے منہ سے نہ نکلوائی - اور کسی کو اس کی شکایت کا موقع نہ ملا - بلکہ ہر ایک سے مخلصانہ محبت کے تعلقات رہے - شاگردیں اپنے برابر کی - سختی تو کیا کرتیں - اپنے خلق سے انہیں اپنا گرویدہ رکھا - مگر پھر بھی جو وقت گذرتا - شاگردوں کے جھگڑے میں - کیا مجال جو کام کرانے سے انکار کیا - یا کبھی ترش روئی اختیار کی ہو - قریباً ایک سال بیمار رہی - سکول کی لڑکیاں کس حسرت سے اس کی صحت یابی اور آمد کی منتظر رہیں اور مرنے والی کو سکول کی یاد تڑپاتی رہی - جب سکول کی لڑکیاں گلی سے گذرتیں - تو ان کی آواز بے پایاں کو خاموش کرا دیتی - کہ میرے سکول کی لڑکیوں کی آواز ہے - بعض وقت ٹھنڈا سانس لیکر کہتی - کہ افسوس! میں تمھیں دیکھ نہیں سکتی - مرنے سے چند روز پہلے استانی رفعت کا جو کہ بوجہ علالت چھٹی پر تھیں سکول میں جانا سنکر کس حسرت سے کہا - آہ! یہ میرا سکول تھا - غرضیکہ اپنے قومی سکول اور قوم کی بچیوں سے مخلصانہ تعلق جیسے میں نے دیکھنا چاہا - اس کا عملی نمونہ مرحومہ نے پیش کیا - پھر اس خواہش کو کہ ماہواری جلسہ میں استانیاں کچھ بولنا سیکھیں یا مفید مضامین تیار کر کے پڑھیں - سب سے پہلے مبارکہ نے پورا کیا - اس کا پہلا مضمون برکات نماز پر کتنا مؤثر اور عالمانہ تھا - اور جس کی لذت اب تک میرا دل محسوس کرتا ہے - اور اس آواز کو کان ترستے ہیں - افسوس کہ موت نے اسکو مہلت نہ دی - سہ

در یغا کہ شاخ گل نو شگفتہ
فرو ریخت از تند باد خزانی

نماز کی ایسی پابند اور مشتاق کہ آنتوں کی سل نے غذا سے فوراً محروم کر دیا - آٹھ ماہ سے چوبیس گھنٹے میں ڈیڑھ سیر دودھ کے سوا کوئی غذا نہ تھی - سوکھ کر کانٹا ہو گئی - مگر مرنے سے چار ماہ پہلے تک نماز کھڑے ہو کر نہایت سکون سے پڑھا کرتی - جب طاقتوں نے بالکل جواب دیدیا - اور کروٹ بدلنے سے بھی رہ گئی - تو نماز چھوٹنے پر اظہار رنج کیا - میں نے کہا کہ بی بی! غم کیوں کھاتی ہو - خدا نے سب آسانیاں رکھی ہیں - بغیر وضو اور اٹھنے کے بھی تم نماز پڑھ سکتی ہو - اور تم خود سب کچھ جانتی ہو - اسپر سکون کا سانس لے کر کہا - ہاں اب ایسا ہی کرونگی - گذشتہ ماہ رمضان میں بیماری کے آثار تھے - پیٹ میں درد کی شکایت ہوا کرتی - والدہ نے ہر چند روزہ رکھنے سے منع کیا - اور باز بھی رہنے کی کوشش کی - مگر پھر بھی انتہائی شوق غالب آجاتا - اور کوئی روزہ رکھ ہی لیتی - اسے کیا خبر تھی کہ بظاہر یہ پیٹ کی معمولی تکلیف میری جان لیکر رہیگی - صبر و تحمل ایسا کہ لائق بھائی کی جوان مرگی کا داغ کھایا - نالائق اور دیوانہ بھائی کا ظلم و غم دیکھا

KHILAFAT LIBRARY

جس نے پکی ہوئی ہنڈیا کو نالی میں اور روٹیوں کو باہر پھینکدیا۔ کہ ان میں زہر ہے۔ ماں کو خاموشی کی ہدایت کی۔ اور صبر و رضا کی دیوی نے دو دو تین تین فاقے کیئے۔ اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دی۔ معلوم ہونے پر ملامت کی۔ تو مسکرا کر کہدیا۔ معمولی بات ہے۔ وہ تو ایسا ہی کرتا ہے۔ ہر روز وقت بے وقت کیا تکلیف دیں۔ غیرت ایسی کہ عید کے دن والد مرحوم کے ایک دوست کے ہاں سے عیدی کے بہانے کچھ رقم آئی۔ تو فوراً میرے پاس لائی۔ اور کس پریشانی سے کہا۔ کہ ہماری یتیمی کے خیال سے انہوں نے مدد کی۔ مگر خدا ہمیں روزی دے رہا ہے۔ میں یہ لینا نہیں چاہتی۔ میں نے یہ دیکھ کر کہ اس کے سوا اسکی تسلی نہیں۔ سمجھایا۔ کہ یوں واپس کرنا بے مروتی ہے۔ ان کا دل بُرا ہوگا۔ تم کچھ تحائف خرید کر ان کی لڑکی کو عیدی بھیجدو۔ تو بڑی خوشی سے اسپر عمل کیا۔ خوف خدا ایسا کہ ناجائز کے خیال سے کانپ جاتی۔ سال گذشتہ اپنی ایک عزیزہ ہجولی بہن کی حسرتناک میت پر بے اختیار ایک چیخ نکل گئی۔ میں پاس بیٹھی تھی۔ سر پکڑ کر اپنے ساتھ لگایا۔ اور اتنا کہا۔ ہیں! بی بی یہ کیا۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی کانپ گئی۔ اور دیر تک استغفار کرتی رہی۔ ایام بیماری میں میں نے متواتر اس کے پاس گلدستے دیکھ کر دریافت کیا۔ کہ اس خزاں کے موسم میں گلدستے کہاں سے لیتی ہو۔ چھوٹے بھائی کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ کہ میرا دل پھولوں سے خوش ہوتا ہے تو بشیر لے آتا ہے۔ میں نے بشیر سے پوچھا۔ کہ میاں کسی تعلق کی بنا پر لاتے ہو۔ یا یوں ہی کسی سے لے آتے ہو۔ اس کا جواب سُننے سے پہلے ہی بول اُٹھی۔ اُف! یہ یونہی لے آتا ہوگا۔ بھائی! اب کبھی نہ لانا میں نہیں لینے کی۔ ایک دن مسکراتے ہوئے کہا۔ کہ دل چاہتا ہے۔ کہ میری قبر پر سبزہ ہو۔ میں نے کہا خدا تمھیں صحت دے۔ اور وہ پاک زندگی کہ جہاں سبزہ کی ضرورت ہے وہاں سبزہ میسّر آجائے۔ اس تودۂ خاک پر سبزہ ہُوا تو کیا۔ اسپر فوراً بولی۔ ہاں ہاں! بالکل فضول۔ ایسی تمنائیں نہیں ہونی چاہئیں۔ اور موت کی تمنا بھی تو منع ہے اب نہیں کرونگی۔ اس سے ہمیشہ نیک امید رکھنا چاہیئے۔ راضی برضا ایسی کہ اخیر وقت تک کہ ہاتھ اُٹھانے کو بھی دوسرے کی محتاج تھی۔ حرف شکایت زبان پہ نہ آیا۔ اور ہمیشہ متبسم رہی۔ اور خدا کے احسانوں پہ اظہار شکر کرتی رہی۔ انتہائی بے چینی میں ایک دن کہا۔ ہائے! میں کب اس عذاب سے چھوٹونگی کب خدا مجھے موت سے ٹھنڈا کریگا؟ بعد میں استغفار کرتی۔ اور کہتی گنہگار ہوں بے صبر ہوں۔ کیسے بخشی جاؤنگی؟ آہ! مبارکہ تیرے جیسی معصوم اور پُرخلوص ہستی کی بہت ضرورت تھی۔ تیرا ایک عزیز سمندر پار تیری یاد میں کیا خوب لکھتا ہے۔ کہ وہ پیاری تھی اپنے خلوص اپنی خوش خلقی اور اپنی معصومیت کے لحاظ سے۔ وہ پیاری تھی اپنے استقلال کے ثبوت اپنے بلند ہمت کے عمل سے۔ آہ وہ ننھی سی جان کس قدر پیاری تھی۔ وہ پیار کیئے جانے کے قابل تھی۔ دنیا کو اس کے پیار و حسن کی ضرورت تھی۔ مگر آسمان کو دنیا سے زیادہ۔ فرشتے اسکی

بشریت پر حسد کر گئے۔ بہشت اس کی پاکیزگی پر خود غرض ہو گئی۔ اور مبارکہ کو ان دو زبردست طاقتوں نے مل کر ہم سے چھین لیا۔ مگر میں تو سمجھتی ہوں۔ کہ رحمت خداوندی نے زندگی کے اس سمندر میں پڑنے سے پہلے کہ جس میں یہ فرقہ مظلوم کاغذ کی ناؤ پر تھپیڑے کھاتا۔ اطمینان و یکسوئی کے سانس سے محروم دم بخود ہے اپنی آغوش میں لے لیا۔ بیشک تیرا نازک جسم و دل اس سفر کے قابل نہ تھا۔ تو کہ اک غنچہ نو شگفتہ تھی۔ دنیا کے ظالم ہاتھوں نے تیری پنکھڑیوں کو بکھیرنے کا موقع نہیں پایا۔ مبارک ہو! کہ تو جنت کا سدا بہار پھول بنے۔ دعا ہے کہ تو محبوب ازلی کے وصل سے سرشار ہو کر دنیا کی سرتوں کو بھول جائے۔ اور گلزار جنت میں خار غم سے بے خطر ہو کر نسیم رحمت سے کھیلے۔ آمین یا ارحم الراحمین آمین ٭

سیدہ فضیلت سیالکوٹ

KHILAFAT LIBRARY

رپورٹ جلسہ ماہواری
لجنہ اماء اللہ محبوب نگر

آج بتاریخ ۷ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۹ھ بروز جمعہ جلسہ ماہواری لجنہ اماء اللہ بصدارت محل مولوی میر اسحاق علی صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت کلام مجید کے بعد حسب پروگرام جلسہ کا آغاز ہوا۔

سب سے پہلے کم سن لڑکیوں نے خوش الحانی نعتیہ اشعار سنائے۔ اور حاضرات سے خراج تحسین حاصل کیا۔ اسکے بعد جنابہ کبریٰ بی صاحبہ نے "گناہوں کا باعث غفلت ہے" کے عنوان سے مضمون سنایا۔ جس میں آپ نے حاضرات کو اپنا ہر کام اللہ تعالیٰ کی مرضی کے ماتحت کرنے کی توجہ دلائی۔ اسکے بعد خاکسارہ نے "احمدیت ہم سے کیا چاہتی ہے" کے عنوان سے اپنا تحریر کردہ مضمون ایک نظم کے بعد سنایا جس میں بتایا گیا کہ صرف احمدی کہلانا نجات کے لئے کافی نہیں۔ بلکہ عملی طور پر کام کرنا اور دین کو دنیا پر مقدم کر کے دیگر اقوام کے سامنے ایک نمونہ قائم کرنیکی ضرورت ہے۔ اس کے بعد صدر جلسہ نے ایک برجستہ تقریر کی جس میں آپ نے تعلیم و تربیت اطفال اور خود کو نیک نمونہ بننے کی طرف توجہ دلائی ٭

آخر میں خاکسارہ مع حاضرات جلسہ نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ و حضرت ام المؤمنین و جملہ اہل بیت کی صحت و تندرستی کے لئے دردِ دل سے دعائیں کیں اور پھر اعلیحضرت حضور نظام بندگان عالی متعالی صاحبزادگانِ بلند اقبال و صاحبزادیانِ فرخندہ فال کی .... دعاء سلامتی کے لئے حاضرات سے استدعا کی۔ سبھوں نے ہاتھ اٹھا کر دردِ دل سے دعائیں مانگیں اور خاص طور پر صاحبزادگان بلند اقبال کے لئے دعائیں کی گئیں۔ اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا اور بعد ختم جلسہ حاضرات کو جانب صدر جلسہ برف شربت سے تواضع کی گئی فقط

خاکسارہ اہلیہ مولوی محمد عبد الرحیم صاحب سکرٹری لجنہ اماء اللہ

کار آمد باتیں!

(۱) کپڑوں پر دھبے لگ گئے ہوں۔ اور دھونے سے نہ چھوٹتے ہوں۔ تو تھوڑا سا نمک پانی میں بھگو کر انپر ملئے۔ اور پھر انہیں دھوپ میں رہنے دیجئے۔ یہ ترکیب بھی کارگر نہ ہو۔ تو کپڑے پر جس جگہ دھبا لگا ہو۔ اسے دہی میں چند گھنٹوں تک ڈبوئے رکھئے۔ اور پھر نچوڑے بغیر دھوپ میں سکھا لیجئے +

(۲) جاڑوں میں کوئلے بہت صرف ہوتے ہیں۔ لیکن اگر انہیں سلگاتے وقت انپر تھوڑا سا نمک ڈال دیا جائے۔ تو وہ بہت دیر تک سلگتے رہینگے +

(۳) انگلیوں پر سے سیاہی کے دھبے دور کرنا مقصود ہو۔ تو سرکہ میں نمک ملا کر ملئے۔ اور پانی سے دھو ڈالئے +

(۴) کپڑوں کی شناخت کے لئے انپر نشانات لگائے جاتے ہیں۔ اگر پہلے پنسل سے نشان لگا لیا جائے۔ اور پھر اسی پر سیاہی پھیر دی جائے۔ تو نشان پھیلنے نہیں پائیگا +

(۵) ہاتھوں پر پھلوں سے دھبے لگ جائیں۔ تو جئی کا آٹا سرکہ میں تر کر کے ملئے۔ اور پھر گرم پانی اور صابن سے دھو ڈالئے +

(۶) طشتریوں کو دھوتے وقت اگر چمچہ بھر امونیا پانی میں ملا لیا جائے۔ تو دھونے میں آسانی ہو گی۔ اور چکناہٹ جلد چھوٹ جائیگی +

(۷) صندوقچہ میں چاندی کے زیور رکھو۔ تو اس میں تھوڑا سا کافور بھی رکھ دو۔ اس طرح اس کی چمک دمک برقرار رہے گی +

ایسا اتفاق بھی نادر ہے

ملک آئرلینڈ کے شہر کارک کے نزدیک بندرگاہ گراھیوں میں ایک مرد پیٹریک نامی اور ایک عورت مسماۃ ایلیا نورا ایک ہی دن ایک ہی گھر میں پیدا ہوئے۔ جس روز یہ پیدا ہوئے اسی دن بالغ ہو جانے پر ان دونو کی شادی (بیاہ) ہو گیا۔ اتفاق کی بات کہ ایک ہی روز یہ دونو بیمار پڑے۔ اور ایک ہی روز یہ دونو مرے۔ ان دونو کی ۹۶ سال کی عمریں ہوئیں جس روز یہ دونو مرے ہیں ان کی ۹۶ اولادیں موجود تھیں +

مصباح میں اشتہار

مصباح تعلیم یافتہ احمدیہ جماعت کی خواتین کا اپنا ہر دلعزیز پرچہ ہے اور ہندوستان سے باہر بھی اسکی اچھی اشاعت ہے اس لئے خواتین کی ضروریات کی اشیاء کے لئے اس اخبار میں اشتہار دینا بہت مفید ہوگا۔ تاجر اور صناع اس سے فائدہ اٹھائیں اجرت اشتہار کا نقشہ حسب ذیل ہے جو فوائد کے مقابل میں بہت معمولی ہے +

نقشہ شرح اجرت اشتہار

بار	صفحہ	ایک کالم	نصف کالم	چوتھائی کالم
۲۴ بار	۶۰ روپے	۲۵ روپے	۲۰ روپے	۱۳ روپے
۱۲ بار	۳۲ روپے	۱۸ روپے	۱۲ روپے	۸ روپے
۶ بار	۱۸ روپے	۱۰ روپے	۷ روپے	۵ روپے
۳ بار	۱۰ روپے	۶ روپے	۴ روپے	۳ روپے
یک بار	۴ روپے	۲½ روپے	۱½ روپیہ	یک روپیہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶

اخبار مصباح - قادیان دارالامان - ضلع گورداسپور (پنجاب)

KHILAFAT LIBRARY

دلکش گلدستہ :-

لکیریں سبز پھول پتیاں حسب پسند رنگ سے کاڑھیں :-

خاکسار "نسیم" سیفی
(کیمل پور)

حال البرق ربوہ

بیلی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپکر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا۔